عورت نے مزار پر جا کر دیگ دینے کی منت مانی تو اس منت کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں نے منت مانی تھی کہ "میرا فلاں کام ہوجائے تو میں دربار میں جا کر دیگ دوں گی۔" اب میں چاہتی ہوں کہ وہ دیگ مدرسے میں دے دیدوں۔ کیا مدرسے میں دینے سے میری منت ادا ہوجائے گی؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مزار پر جا کر دیگ دینے سے عرفِ عام میں وہاں موجود زائرین، مجاورین و خادمین کو کھانا کِھلانا اور صاحبِ مزار کو اس کا ثواب ایصال کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تو یہ ایصالِ ثواب کی منت ہے۔ جو منت شرعی فقہی نہیں بلکہ عرفی ہے۔ اس کا پورا کرنا بھی بہتر و مستحسن ہے۔ البتہ لازم نہیں۔ لہٰذا پورا نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ یونہی مزار ہی پر دیگ دینا لازم نہیں، بلکہ مدرسہ میں دے کر بھی صاحبِ مزار کو ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ عورتوں کا مزار پر جانا منع ہے، لہٰذا مزار پر دیگ دینے کی صورت میں بھی اسلامی بہن کو وہاں جانے کی اجازت نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

مزار پر کوئی شے دینے کی جو منت مانی جاتی ہے وہ عموماً صاحبِ مزار کی نذر کرنا مقصود ہوتی ہے یعنی ان کی بارگاہ کی نذر کرنا، ہدیہ کرنا، ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرنا، تو یہ نذر فقہی نہیں ہوتی اور شرعاً منعقد نہیں ہوتی۔ جد الممتار میں ہے:

”قوله (لا بد أن يكون المنذور مما يصح به النذر كالصدقة بالدراهم ونحوها، أما لو نذر زيتاً لا يقاد قنديل فوق ضريح الشيخ أو فی المنارة كما يفعل النساء من نذر الزيت لسيدی عبد القادر ويوقد فی المنارة جهة المشرق فهو باطل) **لا ينعقد نذراً** ولا يلزم من ذلك حرمته فان النذور لهم بعد تجافيهم عن الدنيا كالنذور لهم وهم فيها وهی شائعة بين المسلمين والعلماء والصلحاء والأولياء منذ قديم **وليس نذراً مصطلح الفقه**“

ترجمہ: علامہ شامی کا قول (جس شے کی منت مانی جائے اس کا ان میں سے ہونا ضروری ہے جن کی نذر درست ہوتی ہے جیسے دراہم وغیرہ کو صدقہ کرنا، ہاں اگر کسی نے شیخ کے مزار پر یا منارہ پر چراغ جلانے کے لیے تیل دینے کی منت مانی جیسا کہ خواتین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے (مزار کے) لیے تیل کی نذر مانتی ہیں اور منارہ میں مشرق کی طرف چراغ جلایا جاتا ہے تو یہ باطل ہے) (امام اہل سنت فرماتے ہیں) نذر منعقد نہیں ہوتی اور اس سے اس کی حرمت لازم نہیں آتی کہ اولیاء اللہ کے لیے نذور ان کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی ویسی ہی ہیں جیسا ان کے دنیا میں ظاہرِ حیات کے وقت ہوتی ہیں اور یہ مسلمانوں، علماء، صلحاء اور اولیاء کے مابین زمانہ دراز سے رائج ہے، (ہاں) یہ نذرِ فقہی نہیں۔ (جد الممتار، جلد 3، صفحہ 290، 291، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی امجدیہ میں فرماتے ہیں: ”بزرگانِ دین کو جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اسے مسلمان براہِ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں یہ فعل بھی جائز و مستحسن ہے۔۔۔۔ **زائرین جو چیزیں مزارات بزرگان دین پر حاضر لاتے ہیں، ان سے مقصود صاحبِ مزار کی روح کو ایصالِ ثواب ہوتا ہے اور اس کو براہِ ادب عرف میں نذر بولتے ہیں یہ نذر نذرِ شرعی نہیں بلکہ عرفی ہے**۔۔۔۔ اس نذر سے صاحبِ مزار کو مالک کرنا مقصود نہیں ہوتا کہ تملیک کے احکام حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص ہیں بعدِ وفات وہ احکام جاری نہ ہوں گے جو احیاء کے ساتھ خاص ہیں بلکہ اس سے مقصود متوسلین آستانہ کی خدمت کرکے صاحبِ مزار کو ثواب پہنچانا ہے امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی رحمہ اللہ حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

ومن هذا القبیل زیارۃ القبور والتبرک بضرائح الاولیاء والصالحین **والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء أو قدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة وسماها قرضاً صح لان العبرة بالمعنى**

یعنی اس قبیل سے ہے زیارتِ قبور اور مزارات اولیاء صلحاء سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء گزشتہ کے لیے منت ماننا کہ وہ ان کے خادمان قبور پر صدقہ سے مجاز ہے، جیسے فقہاء نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنی کا ہے لفظ کا نہیں۔" (فتاوی امجدیہ، جلد 2، صفحہ 309،314، مطبوعہ کراچی)

اور جب یہ شرعی منت نہیں تو اس کا پورا کرنا لازم نہیں، مجمع الانھر میں ہے:

"لم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض کقراءۃ القرآن وصلاۃ الجنازہ ودخول المسجد وبناء المسجد"

ترجمہ: جن اشیاء کی جنس سے کوئی فرض نہ ہو ان کا پورا کرنا نذر ماننے والے پر لازم نہیں جیسے قراءت قرآن، نمازِ جنازہ، دخولِ مسجد اور تعمیرِ مسجد۔ (مجمع الأنھر، جلد 1، صفحہ 547، داراحیاء التراث العربی)

اور پورا نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ فتاوی بحر العلوم میں ہے: "اور بزرگوں کو ایصال ثواب کرنے یا ان کی قبروں پر پھول یا چادر ڈالنے کی منت شرعی نہیں۔ یہ چیزیں کر دیں تو ٹھیک ہے، نہ کیا تو کوئی گناہ نہیں۔" (فتاوی بحر العلوم، جلد 1، صفحہ 478، شبیر برادرز، لاھور)

فتاوی بحر العلوم ہی میں ہے: "مسئلہ (1) اگر کسی نے منت مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جائے تو شیرنی یا زردہ پکا کر مسجد میں بھیجوں گا آیا یہ منت صحیح ہے یا نہیں؟ ۔۔۔۔۔ الجواب: سوال میں ذکر کی ہوئی منتیں عبادات مقصودہ اور از قبیل واجبات نہیں، اس لیے **منت مان لینے کے بعد بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ کرو تو ثواب اور نہ کرو تو کوئی گناہ نہیں۔**" (فتاوی بحر العلوم، جلد 4، صفحہ 443، شبیر برادرز، لاھور)

لیکن کسی بھی صورت میں دربار پر ہی دیگ دینا لازم نہیں، بلکہ کہیں اور بھی دی جا سکتی ہے کہ نذر فقہی کی صورت میں جب جگہ متعین کرنے سے بھی متعین نہیں ہوتی تو نذر عرفی میں تو بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگی۔ فتح القدیر میں ہے:

"ولو نذر أن يتصدق على فقراء مكة فتصدق على غيرهم جاز لأن لزوم النذر انما هو قربة وذلك بالصدقة فباعتبارها يلزم لا بمازاد وأيضا الصرف الى كل فقير صرف الى الله تعالى فلم يختلف المستحق فيجوز"

ترجمہ: اگر کسی نے نذر مانی کہ وہ فقرائے مکہ پر صدقہ کرے گا پھر کسی اور مقام کے فقراء پر صدقہ کر دیا تو جائز ہے، کیونکہ نذر کا لزوم قربت ہونے کے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ (قربت) صدقہ سے ہی ہے تو صدقہ کے اعتبار سے ہی نذر لازم ہوگی مزید کسی شے کی نہیں، اور یہ بھی کہ کسی بھی فقیر کو دینا اللہ کی راہ میں خرچ ہے تو مستحق مختلف نہ ہوا لہذا جائز ہے۔ (فتح القدیر، جلد2، صفحہ 281، دار الفکر، بیروت)

نیز بدائع میں ہے:

"والصدقة لا تختص بمكان كسائر الصدقات"

ترجمہ: اور صدقہ کسی مکان کے ساتھ خاص نہیں ہوتا جیسے دیگر صدقات۔ (بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ 224، دار الکتب العلمیہ)

اور فتاوی خلیلیہ میں ہے: "اور صدقات کو مزار پر لیجانے سے مقصود وہاں کے خدام و فقراء کی اعانت ہوتی ہے لہذا ایسا کرنے میں کوئی گناہ و ممانعت نہیں۔ ہاں چونکہ یہ نذر شرعی نہیں اس لیے مزار پر جا کر اسے پورا کرنا لازم نہیں۔" (فتاوی خلیلیہ، جلد1، صفحہ 141، ضیاء القرآن)

عورتوں کے قبور پر جانے کی مطلقاً ممانعت کے متعلق امام اہل سنت فرماتے ہیں: "اقول: (میں کہتا ہوں) قبورِ اقرباء پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نساء ہے اور مزاراتِ اولیاء پر حاضری میں احد الشناعتین (یعنی دو خرابیوں میں سے ایک) کا اندیشہ یا ترکِ ادب یا ادب میں افراط ناجائز، تو سبیل اطلاق منع

ہے وِلہٰذا غنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا، البتہ حاضری و خاکبوسی آستان عرش نشان سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم المندوبات، بلکہ قریبِ واجبات ہے، اس سے نہ روکیں گے اور تعدیلِ ادب سکھائیں گے

۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 9، صفحہ 538، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ نمبر: HAB-0039

تاریخ اجراء: 8 رجب المرجب 1444ھ/31 جنوری 2023ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net